© rasailojaraid.com

بے لاگ احتساب ' سیرت طیبہ کی روشنی میں

تحریر: ڈاکٹر عزیز اللہ ' اسسٹنٹ پروفیسر ' گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ' ملتان

قرآن مجید کے اکثر و بیشتر احکام بصیغہ جمع وارد ہوئے ہیں۔ اور پوری امت مسلمہ ان کی مخاطب ہے۔ امامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ سے لے کر نفاذ حدود و تعزیرات اور بین الاقوامی قانون تک تمام قرآنی احکام پر عمل در آمد بحیثیت مجموعی امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے اور مسلمانوں کیلئے فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم سیاسی مفکرین نے نصب امامت کو بالاجماع فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا تمام افراد امت کیلئے فرض کفایہ ہے اور امامت (یعنی حکومت وقت) اس فرض کو امت مسلمہ کے نائب اور نمائندہ کی حیثیت سے انجام دیتی ہے۔ اسلامی ریاست کا ایک اہم ستون ادارہ احتساب ہے۔ احتساب دراصل وہ سنہری زنجیر ہے جس میں تمدن ' اخلاق ' مذہب معاشرت اور معیشت کے تمام جزئیات جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ اسلام کا طرۂ امتیاز ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں سے احتساب کی تاکید کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے بقول:

"حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا"

اس وجہ سے انسانیت اور عدل کا دشمن ' ابلیس ' مسلمانوں کی بیداری سے ہر وقت لرزاں رہتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے شیطان کی اس کیفیت کو یوں شعری شکل دی ہے :؎

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

یہی وجہ ہے کہ اچھی حکومتوں کی خوبیوں میں ایک خوبی احتساب بھی ہے :؎

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

اسلامی علوم کے ذخیرے میں "حسبہ" کا تعلق "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" سے مربوط اور مضبوط ہے۔ مزید براں "حسبہ" ایک دینی فریضہ کے بطور بھی معروف اور متداول رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر لکھنے والے تمام مولفین نے قرآن مجید کی آیت :

"وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ”اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَآتَوُالزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوابِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْاعَنِ الْمُنْکَرِ“ اور ”لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْامِنْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاؤٗدَ وَعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ۔ذٰلِکَ بِمَاعَصَوْاوَّکَانُوْایَعْتَدُوْنَ ۔کَانُوْالَایَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ۔ سے بطور اساس حسبہ استدلال کیا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث نبویہ ”من غش فلیس منا“ من رای منکم منکرافلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان“ سے بھی بطور اساس حسبہ استشہاد کیا ہے۔

محتسب اور احتساب کے متعلق ایسی تالیفات جن میں سیرت طیبہ کی روشنی میں بے لاگ احتساب کے بارے میں بحث پائی جاتی ہے 'زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہیں۔

ایسی تصانیف میں قاضی ابو یوسف(م۱۸۲ھ/۷۹۸ء) کی ”کتاب الخراج“ ابو عبیدالقاسم بن سلام(م۲۲٤ھ/۸۳۸ء) کی ”کتاب الاموال“احمدبن محمد بن عبدربہ الاندلسی(م۲٤۸ھ/۸٦۲ء) کی العقدالفرید“محمدبن اسماعیل بخاری (م۲۵٦ھ/۸٦۹ء) کی ”الجامع الصحیح“کاباب محاسبة الامام عمالہ“ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی(م۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء) کی ”الاحکام السلطانیہ“ ابومحمد علی بن احمد ابن حزم(م٤۵٦ھ/۱۰٦۳ء)کی” الفصل فی الملل والاھواء والنحل“ قاضی ابویعلی محمد بن الحسین الفراء الحنبلی(م٤۵۸ھ/۱۰٦۵ء) کی ”احکام السلطانیہ“نظام الملک طوسی”م٤۸۵ھ/۱۰۹۲ء) کی سیاست نامہ“امام غزالی (م۵۰۵ھ/۱۱۱۲ء) کی ”احیاء علوم الدین “ عبدالرحمن بن نصربن عبداللہبن محمد الشیزری (م۵۸۹ھ/۱۱۹۳ء) کی”نہایة الرتبة فی طلب الحسبة“ابوالفرج جمال الدین ابن جوزی(م۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء) کی ”منھاج القاصدین“شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت حموی (م٦۲۵ھ/۱۲۲۸ء) کی کتاب ”ارشاد الاریب الی معرفة الادیب“ المشہوربہ”معجم الادباء“ قاضی ضیاء الدین السنامی کی 'نصاب الاحتساب“(مخطوطہ)' تقی الدین ابوالعباس احمدبن تیمیہ (م۷۲۸ھ/۱۳۲۷ء)کا رسالہ”الحسبة فی الاسلام“ اور ”السیاسة الشرعیة فی اصلاح الراعی والرعیة“ محمد بن محمد بن احمد القرشی ابن الاخوة(م۷۲۹ھ/۱۳۲۹ء)کی”معالم القربة فی احکام الحسبة“ شہاب الدین احمدبن عبدالوھاب النویری(م۷۳۳ھ/۱۳۳۲ء)کی ”نہایة الارب فی فنون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الادب" محمد بن ابی بکرابن قیم الجوزیه (م۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء) کی "الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة" تاج الدین عبدالوهاب السبکی (م۷۷۱ھ/۱۳۱۰ء) کی "معیدالنعم"شاہ ہمدان سیدعلی ہمدانی (م۷۸۶ھ/۱۳۸۴ء) کی "ذخیرةالملوک" (مخطوطه) دانش گاه پنجاب لاہور، عبدالرحمن بن محمدبن خلدون (م۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء) کا "مقدمه ابن خلدون" احمدبن علی القلقشندی (م۸۲۱ھ/۱۴۱۸ء) کی "صبح الاعشی فی صناعةالانشاء" محمدبن احمدبن بسام المحتسب (م۸۴۴ھ/۱۴۴۱ء) کی "نہایة الرتبة فی طلب الحسبة" تقی الدین ابوالعباس احمدبن علی المقریزی (م۸۴۵ھ/۱۴۴۲ء) کی "المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والاثار" اور "شذورالعقودفی ذکرالنقود" شہاب الدین احمد المقری (م۱۰۴۱ھ/۱۶۳۲ء) کی "نفح الطیب فی غصن الاندلس الرطیب" حاجی خلیفه، مصطفیٰ بن عبداللہ (م۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء) کی کشف الظنون" مولانا ابوالکلام آزاد (م۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء) کی "امربالمعروف" اور رساله "البلاغ" محمدالمبارک (م۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء) کا "الدولة ونظام الحسبةعند ابن تیمیه" الدکتورنقولازیادة کی" الحسبه والمحتسب فی الاسلام" الدکتور وهبة الزحیلی کی "الفقه الاسلامی وادلته" جلد ششم 'ڈاکٹر محمود احمد غازی کی "ادب القاضی " پنجاب یونیورسٹی کا "اردو دائرہ معارف اسلامیہ " ڈاکٹر ساجد الرحمٰن کاندھلوی کی "اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام" مولانا متین ھاشمی کی "اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب" ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی کی "The Institution of Muhtasib" محفوظ احمد کا غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم فل (A.I.O.U) "اسلام کا دیوان المظالم اور ادارہ احتساب کا تقابلی مطالعہ " پروفیسر عبدالحفیظ کی "وفاقی محتسب " ڈاکٹر ایم ایس ناز کی "اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار" شامل ہیں۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احتساب کا لغوی واصطلاحی مفہوم، محتسب اور مستطوع میں فرق وامتیاز اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اسلامی ریاست میں بے لاگ احتساب کی ضرورت واہمیت کو واضح کیا جائے۔

لغوی مفہوم :

عربی لغت میں احتساب کا مادہ ح-س-ب بیان کیا گیا ہے اور یہ مندرجہ ذیل معانی میں مستعمل ہے :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ حساب کرنا(۱): سورہ رحمٰن میں ہے:

"وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ "(۲)(یعنی سورج اور چاند کیلئے ایک حساب ہے)

۲۔ تنگ کرنا: جیسے کہا جاتا ہے"حاسبت ای ضایقته"(۳)(یعنی میں نے اسے تنگ کیا)

۳۔ کافی: عربی میں کہتے ہیں"حسبک درهم ای کفاک"(۴) تیرے لئے یہ درہم کافی ہیں)

جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا مشہور قول ہے:

"اذاوضعت الزکواۃ فی صنف واحد من هذه الاصناف فحسبک"(۵)

(یعنی ان اصناف (ثمانیہ) میں سے کسی ایک صنف میں زکوۃ دینا کافی ہے)

۴۔ جزاوبدلہ و محاسبہ کرنا(۶): جیسے قرآن مجید میں ہے:

"رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ"(۷)

(پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جب کہ حساب قائم ہوگا)

جیسے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:

"حاسبواانفسکم قبل ان تحاسبوا"(۸)

آپ کا محاسبہ ہونے سے پہلے اپنا محاسبہ کرو

۵۔ اجروثواب کیلئے کوئی کام کرنا:

"من صام رمضان ایماناواحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه"(۹)

(جس نے ایمان اور اجروثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے)

پس لغوی اعتبار سے محتسب کے معنی ہوئے وہ شخص جو کوئی نیک کام خالصتاً اللہ تعالی کی رضاجوئی کے جذبہ سے کرے اور اس میں کسی دنیوی غرض کا شائبہ تک نہ ہو۔

اصطلاحی مفہوم:

شرعی اصطلاح میں احتساب اس امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو کہتے ہیں جب لوگ معروف کو ترک کر دیں اور منکرات کا ارتکاب شروع کر دیں۔

الماوردی (م ۴۵۰ھ) اور ابو یعلی (م ۴۵۸ھ) نے احتساب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"هوامربالمعروف اذاظهرترکه ونهی عن المنکراذاظهرفعله"(۱۰)

(یعنی نیکی کا حکم جب اس کا ترک ظاہر ہو اور برائی سے روکنا جب اس کا ارتکاب ظاہر ہو)

امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) نے احتساب کی تعریف یہ کی ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"عبارة عن المنع عن منكر لحق الله صیانة للممنوع عن مقارفة المنکر"(۱۱)
(احتساب سے مراد یہ ہے کہ حقوق اللہ سے متعلق کسی منکر (اور ناپسندیدہ کام کے ارتکاب) سے روکا جائے تاکہ جس کو روکا جارہا ہے وہ اس برائی کے ارتکاب سے باز رہے)

عبدالرحمٰن الشیزری (م ۵۸۹ھ / ۱۱۹۳ء) "نہایة الرتبة فی طلب الحسبه" میں احتساب کی تعریف یوں کرتے ہیں :

"امرا بمعروف ونهیا عن منکر واصلاحاً بین الناس"(۱۲)
(نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کرانا)

جب کہ ابن الاخوہ (م ۷۲۹ھ / ۱۳۲۹ء) نے بھی "معالم القربة فی احکام الحسبه" میں ایسی ہی تعریف نقل کی ہے۔(۱۳)

اسلامی اندلس اور شمالی افریقہ کے نامور فرزند اور مسلمانوں کے مایہ ناز مفکر و مورخ علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون (م ۸۰۸ھ / ۱۴۰۵ء) کی وضع کردہ تعریف سب سے زیادہ جامع اور مختصر ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"هی وظیفة دینیة من باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر"(۱۴)
(یہ ایک دینی منصب ہے جس کا تعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے)

حاجی خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء) نے "کشف الظنون" میں احتساب کی بڑی مفصل تعریف کی ہے :

"هو علم باحث عن الامور الجاریة بین اهل البلد من معاملاتهم اللاتی لا یتم التمدن بدونها من حیث اجرائها علی قانون العدل بحیث یتم التراضی بین المعاملین وعن سیاسة العباد بنهی المنکر وامر المعروف بحیث لا یودی الی مشاجرات وتفاخر بین العباد بحسب ما رآه الخلیفة من الزجر والمنع ومبادیة بعضها امور استحسانیة ناشئة عن رای الخلیفة"(۱۵)

(یہ وہ علم ہے جو اہل شہر کے درمیان ہونے والے ان معاملات سے بحث کرتا ہے جن کے بغیر تمدن مکمل نہیں ہوسکتا۔ ان معاملات کے اجراء سے اس علم میں بحث ہوتی ہے جو عدالتوں میں نافذ ہوسکتے ہیں، جن کے بارے میں فریقین میں باہمی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رضامندی پائی جاتی ہو یا جن کے بارے میں عوام کی اصلاح اور (حسب ضرورت) زجر و توبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس کام کیلئے لوگوں کو برائی سے روکا جاتا ہے۔ اور اچھائیوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے معاملات میں نہ تو کوئی جھگڑا پیدا ہو سکے اور نہ لوگ ایک دوسرے سے بلاوجہ آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اس میں حکومت کو یہ صواب دید حاصل رہتی ہے کہ لوگوں کو کس طرح روکا اور باز رکھا جائے۔ اس کے بعض اصول و قواعد فقہی ہیں اور بعض استحسان پر مبنی ہیں۔ جن کے بارے میں حکومت کو ہی فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے)

حاجی خلیفہ کی یہ تعریف اگرچہ "علم الاحتساب" سے متعلق ہے مگر اس میں احتساب کی روح کار فرما ہے۔

دور حاضر کے شامی مصنف استاد محمد المبارک (۱۶) (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء) احتسابی ادارے کی تعریف کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں :

"هي رقابة ادارية تقوم بهاالدولة عن طريق موظفين خاصين على نشاط الافرادفي مجال الاخلاق والدين والاقتصاداى في المجال الاجتماعي بوجه عام تحقيقاً للعدل والفضيلة وفقا للمبادى المقررة في الشرع الاسلامي وللاعراف المالوفة في كل بيئة وزمن" (۱۷)

(یہ ایک ایسا نگران ادارہ ہے جس کو حکومت قائم کرتی ہے اور خاص کارندے اس کو چلاتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اخلاق، مذہب اور معاشرت کے دائرہ میں افراد کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے۔ یعنی ان کی عام اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت ہو تاکہ انصاف اور اعلی اقدار کو عملاً بروئے کار لایا جاسکے اور اس معاملہ میں اسلامی شریعت اور مختلف زمانوں اور علاقوں میں جو معروف اور پسندیدہ طریقے رائج ہیں ان کی روشنی میں اس اہم کام کو سرانجام دیا جاسکے)

مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء) نے "احتساب" کی یوں تصریح کی ہے۔ ان کے بقول :

"احتساب" کے معنی یہ ہیں کہ انسان نیکی کا محافظ ہو اور بدی کی ہر شکل اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہر نمود کو فنا کرنے کا اپنے اندر ایک ان تھک عشق رکھے۔ وہ سب سے پہلے خود اپنے نفس کا محتسب بنے، پھر اپنے خاندان کا، اپنے ہمسایوں کا، اپنے محلہ کا، اپنی قوم کا اور پھر تمام کرۂ ارضی کا۔ "لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى لِلنَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" وہ ہمیشہ دنیا کے ہر اعتقاد و عمل کا احتساب کرے۔ یعنی ہمیشہ نگران رہے کہ نیکی اور راستی کی راہ سے انحراف تو نہیں ہو رہا؟ اگر اس کو سچائی اور عدالت سے انحراف نظر آئے تو وہ اپنے ہاتھ سے، اپنی زبان سے، اپنی تمام قوتوں سے اس انحراف کو دور کرنے کی کوشش کرے، کیوں کہ وہ خدا کی زمین پر خدا کی سچائی کا محافظ و ذمہ دار ہے، اور اس کے وجود کو صرف اس لئے قائم کیا گیا ہے، تاکہ میزان عدل کی نگرانی کرے اور بدی کے درخت کو بڑھنے اور پھلنے سے روکے۔ (۔۔۔) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسی کا نام ہے اور یہی وہ قوت معلمہ و مربیہ ہے جو امت مسلمہ کے ہر فرد کو سپرد کی گئی ہے اور ان کی نسبت فرمایا کہ "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (۱۸)

احتساب ایک سنہری زنجیر ہے، جس میں تمدن، اخلاق، مذہب اور معاشرت کے تمام جزئیات جکڑے ہوئے ہیں۔ اگر اس کی بندشیں ڈھیلی پڑ جائیں تو دفعتاً نظام عالم کی ایک ایک کڑی درہم برہم ہو جائے۔ اسی غرض سے دنیا نے احتساب کو مختلف صورتوں میں قائم رکھا۔ خاندانوں اور کنبوں نے مختلف رسم و رواج اختیار کئے جن کی خلاف ورزی موجب ملامت بلکہ بعض اوقات قومی جرم خیال کی جاتی ہے۔ سلطنتوں نے قوانین بنائے جو انسان کو ایک خاص نظام کے ماتحت ہر قسم کی مادی، اخلاقی اور مذہبی ترقی کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ حکماء نے فلسفہ اخلاق ایجاد کیا، جو اخلاقی قوانین کی پیروی پر جمعیت بشری کو مجبور کرتا ہے۔ (۱۹)

امام شمس الدین محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء) نے اپنی مشہور کتاب "الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ" میں "احتساب" پر یہ مفصل معلومات دیں ہیں:

"وہ قوانین اور فیصلے جو کسی دعوے پر موقوف نہیں ہوتے، اسلامی قانون کی اصطلاح میں ان کو "الحسبۃ" کہا جاتا ہے اور اس شعبہ احتساب کے سربراہ کو "والی الحسبۃ" (محتسب اعلیٰ) کہا جاتا ہے۔ انتظامیہ کے شعبوں کی طرح احتساب کا شعبہ بھی ایک علیحدہ شعبہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے طور پر قائم کیا گیا"(۲۰)

ابن قیمؒ(م ۷۵۱ھ/ ۱۳۵۰ء)مزید لکھتے ہیں:

"محکمہ احتساب کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دھوکہ بازوں اور کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کرنے والوں کا قلع قمع کرے' کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جوامت کی بہبود و ترقی اور اس کے مصالح کے سب سے بڑے دشمن ہیں"(۲۱)

اسلامی ریاست کی معاشی زندگی میں احتسابی ادارے کے کردار کے حوالے سے ابن قیم (م ۷۵۱ھ/ ۱۳۵۰ء)یوں رقم طراز ہیں:

(---)خیانت' ناپ تول میں کمی' مصنوعات اور فروخت ہونے والی دیگر اشیاء میں ملاوٹ کرنے سے لوگوں کو سختی سے منع کرتا رہے۔ نیز اس کا فرض ہے کہ گاہے گاہے ناپ تول کے پیمانوں کا معائنہ کرتا رہے۔ کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنے والوں' لباس اور دیگر آلات وغیرہ تیار کرنے والے کاریگروں کے حالات پر کڑی نظر رکھے اور ان کو ممنوعہ صنعتوں سے روکتا رہے۔ مثلاً راگ ورنگ' مردوں کیلئے ریشمی لباس وغیرہ بنانا۔ لوگوں کو مختلف قسم کی نشہ آور اشیاء تیار کرنے سے باز رکھے۔ صنعت کاروں کو ان کی مصنوعہ اشیاء میں ملاوٹ کرنے سے روکے اور ان لوگوں کو سامان تجارت بنانے اور سکوں میں کھوٹ ملا کر خراب کرنے سے سختی سے روکے۔ نیز نقود کو سامان تجارت بنانے سے بھی سختی سے روکے۔ کیوں کہ اس راستے سے نقود کے "راس المال" ہی رہنے کی نگرانی کرے۔ اس کے ذریعے تجارت کی جائے' خود اس کی تجارت نہ کی جائے۔ جب حکومت کسی سکہ یا کرنسی کو ممنوع قرار دے دے تو محکمہ احتساب کی ذمہ داری ہے کہ وہ لین دین اور تجارتی معاملات میں اس ممنوعہ کرنسی کو دیگر سکوں سے مختلط ہونے سے روکے"(۲۲)

محکمہ احتساب کے فرائض کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"محکمہ احتساب کے مخصوص فرائض میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے علاوہ وہ ذمہ داریاں بھی شامل ہیں جو دیگر تمام محکموں کے فرائض میں شامل نہیں۔ (---)قتل کے مقدمات نمٹانا محکمہ احتساب کی ذمہ داری نہیں۔(---) ایسا شخص جو مسلمانوں کے حقوق میں کسی غبن کا مرتکب ہوتا ہے اور شریعت کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدود کو توڑتا ہے، محکمہ احتساب اس کو روکنے کا ذمہ دار ہے" (۲۳)

محتسب ۔۔۔۔ دینی امور کا نگران :

محتسب کی حیثیت شرعی امور کے نگران کے طور پر متداول رہی ہے۔ ماضی کے مختلف ادوار میں یہ ذمہ داری کبھی مفتی و قاضی اور بعض حالات میں کوتوال شہر انجام دیا کرتے تھے۔ چناں چہ محتسب کی تعریف میں انہیں شامل کرنے میں کوئی تردد نہیں کیا گیا۔

محتسب کے فرائض میں یہ شامل تھا کہ وہ شرعی امور کی پابندی کی تلقین کرتا رہے اور خلاف شرع باتوں کی ممانعت۔ وہ نماز پنجگانہ اور احترام رمضان کی پابندی کراتا تھا۔ اس کا اختیار صرف ان امور میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر رہا جو بقول امام ابن تیمیہ "گورنروں' قاضیوں اور انتظامیہ کے افسروں کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے تھے۔ "واما المحتسب فله الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مماليس من اختصاص الولاة والقضاة واهلا الديوان" (۲۴) صاحب "الطرق الحكمية فى السياسة الشرعية" کی تصریح کے مطابق وہ عوام الناس کی طرف سے دعوی کی پرواہ اور پابندی کے بغیر اپنا فرض سرانجام دیتا تھا (۲۵) گویا محتسب صرف ان امور میں مداخلت کرتا تھا جن پر شریعت اسلامی کی طرف سے کوئی قدغن لگائی گئی ہو اور معروفات و منکرات کے فرق و امتیاز کی رعایت سے ان کی تحدید کی گئی ہو۔

عصر حاضر کے مولفین بھی محتسب کو شرعی امور کا نگران قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک اسکے وظائف احکام شریعت سے متصل ہیں :

> "المحتسب امام للمجتمع الاسلامى الذى يامر بالمعروف
> وينهى عن المنكر' وس الوظائف المتصله بالاحكام الشرعية
> وظيفة المحتسب" (۲۶)

پس شرعی امور کی نگرانی و نگہبانی میں اس کی حیثیت مسلمہ تھی۔

محتسب ۔۔۔۔ معاشی امور کا نگران :

عمل غش (ملاوٹ)، عمل تطفیف (کم ناپ تول)، عمل تخیس (نقص)، عمل تدلیس (دھوکا' فراڈ)، عمل احتکار (ذخیرہ اندوزی) گرانی' گداگری' شراب نوشی' شراب فروشی و دیگر منشیات کی فروخت' جوئے بازی' عصمت فروشی' خیانت کاری' رشوت' ناجائز قبضہ و ناجائز تجاوزات' غلط اوزان اور پیمانوں کا استعمال' جعلی کرنسی' قرض کی عدم ادائیگی' پیشہ وروں کی بددیانتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وغیرہ چونکہ ازروئے شریعت نہ صرف ممنوع ہیں بلکہ ایسے معاشی جرائم قابل مواخذہ بھی ہیں' اس لئے ایسے بہت سے اقتصادی و معاشی منکرات کے سدباب کا فریضہ محتسب کو تفویض رہا ہے۔

قرآن و حدیث اور سیرت کی کتب کے علاوہ اس فن کے بنیادی ماخذ کی کتب میں ان مذکورہ معاشی منکرات پر محتسب کے احتسابی کردار کی صراحت موجود ہے۔ (۲۷)

محتسب اور متطوع میں فرق و امتیاز

الماوردی اور ابو یعلی نے احتساب کرنے والوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں :

۱۔ محتسب ۲۔ متطوع

بحیثیت منصب' محتسب اور متطوع میں فرق و امتیازات :

احتساب کی ذمہ داری اگر حکومت وقت کی طرف سے سرکاری طور پر محتسب پر عائد ہوتی ہے اور وہ اسے فرض عین سمجھ کر ادا کرتا ہے تو دوسری طرف متطوع رضاکارانہ طور پر اسے فرض کفایہ جان کر ادا کرتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں بحیثیت منصب' فرق و امتیاز پایا جاتا ہے۔ ابو الحسن علی الماوردی اور قاضی ابو یعلی الفراء محتسب اور متطوع میں نو اعتبار سے فرق و امتیاز بتلاتے ہیں۔ ان کے بقول :

۱۔ ان فرضه متعین علی المحتسب بحکم الولایة' وفرضه علی غیره داخل فی فرض الکفایة
(محتسب پر بحیثیت عہدہ' حکومت کی طرف سے فرض ہے اور دوسروں پر فرض کفایہ)

۲۔ ان قیام المحتسب به من حقوق تصرفه الذی لایجوزان یتشاغل عنه بغیره' وقیام المتطوع به من النوافل الذی یجوزالتشاغل عنه لغیره۔
(محتسب پر یہ ایسا حق ہے جس سے تغافل جائز نہیں اور متطوع کیلئے از قبیل نوافل کہ اس کیلئے دیگر امور میں بھی مشغولیت روا ہے)

۳۔ انه منصوب للاستعداء الیه فیمایجب۔ولیس المتطوع منصوباللاستعداء
(محتسب کو اسی لئے مقرر کیا گیا کہ اس سے منکرات کی شکایت کی جائے اور متطوع اس کیلئے نہیں ہوتا)

۴۔ ان علی المحتسب اجابة من استعدی به۔ولیس علی المتطوع اجابته
(محتسب پر شکایت کنندہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے' متطوع پر ضروری نہیں)

۵۔ ان علیه ان یبحث عن المنکرات الظاهرة' لیصل الی انکارها' ویفحص عماترک من المعروف الظاهر' لیامرباقامة۔ولیس علی غیره من المتطوعة بحث ولافحص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(محتسب کیلئے ضروری ہے کہ نیک وبد کاموں کی تفتیش و تحقیق کرتا رہے' تاآنکہ برے کام ختم کردے اور نیک کاموں پر پابند کرے اور متطوع کی یہ ذمہ داری نہیں)

۶۔ ان له ان یتخذعلی الانکاراعوانا۔لانه عمل هوله منصوب'والیه مندوب' لیکون له اقهر'وعلیه اقدر۔ولیس لمتطوع ان یندب لذلک اعوانا

(محتسب منکرات کی روک تھام کیلئے پولیس طلب کرسکتا ہے اور متطوع نہیں کرسکتا)

۷۔ له ان یعزرعلی المنکرات الظاهرة'ولایتجاوزهاالی الحدود۔ولیس للمتطوع ان یعزرعلی منکر

(محتسب منکرات پر حدود سے کم سزا دے سکتا ہے' متطوع نہیں دے سکتا)

۸۔ ان له ان یرتزق من بیت المال علی حسبه۔ولایجوزلمتطوع ان یرتزق علی انکاره

(محتسب کو بیت المال سے منصب احتساب کی تنخواہ دی جاسکتی ہے اور متطوع کو تنخواہ دینا جائز نہیں)

۹۔ ان له اجتهادرایه فیماتعلق بالعرف دون الشرع۔کالمقاعدفی الاسواق'واخرج الاجنحة'فیقروینکرمن ذلک ماداه اجتهاد الیه۔ ولیس هذاللمتطوع(۲۸)

(جن امور کا تعلق عرف سے ہے' شریعت سے نہیں' محتسب ان میں اجتہاد رائے سے کام کرسکتا ہے' مثلاً بازاروں میں بیٹھنے کی جگہیں اور چھجے ہٹانا کہ اگر مناسب ہو تو باقی رکھے ورنہ روک دے اور متطوع کو یہ اختیار نہیں)

فرائض واختیارات کے ان امتیازات کے علاوہ محتسب اور متطوع میں ایک اور ضمنی فرق بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ جس کا تعلق صیغہ جات سے ہے۔ متطوع کیلئے کسی صیغہ یا دفتر کی ضرورت نہیں ہوتی' جب کہ محتسب باقاعدہ اپنا ایک محکمہ رکھتا ہے یا کسی محکمے کے ماتحت کام کرتا ہے۔

اسلامی ریاست اور احتسابی ادارے کا ربط و تعلق

اسلامی ریاست اور احتسابی ادارے کے ربط و تعلق کی ضرورت واہمیت اور افادیت ومقصدیت کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر عبدالحفیظ اپنی کتاب ''وفاقی محتسب' تعارف اور افادیت کا تنقیدی جائزہ'' میں یوں رقم طراز ہیں :

''احتساب کا عمل اچھی حکومت کی خوبیوں میں سے ایک ہے۔ ہر حکمران جسے حکومت یا عوام کی فلاح وبہبود میں دلچسپی ہو' وہ اپنے اہل کاروں پر کڑی نگاہ رکھتا ہے۔ اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنیادی وجہ یہ ہے کہ اختیارات کا غلط استعمال ایک فطرتی عمل ہے۔"(۲۹)

وہ مزید لکھتے ہیں :

"(۔۔۔۔)انسان اگر فرشتے ہوتے تو ان پر حکومت مسلط کرنے کی ضرورت نہ تھی۔اسی طرح حکمران اگر فرشتے ہوتے تو بھی کوئی مشکل نہ ہوتی۔لیکن ایسا نہیں ہے اور انسانوں نے ہی انسانوں پر حکومت کرنی ہے۔اس میں ایک مشکل جو درپیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو حکومت کو کاروبار ریاست چلانے کیلئے ضروری اختیارات دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور دوسری طرف حکومت کو قابو میں رکھنا پڑتا ہے کہ وہ اختیارات کا غلط استعمال نہ کرے"(۳۰)

کسی بھی فلاحی اور مثالی ریاست کیلئے ضروری ہے کہ وہ معاشی' معاشرتی اور انتظامی توازن کو برقرار رکھے۔ریاست میں ملازمین کے عمومی کردار کا جائزہ لے تاکہ بدعنوانی' خیانت اور اختیارات کا ناجائز استعمال نہ ہو۔قدیم ہندوستان میں عمال کی نگرانی اور ان کی معاشی ومالی بدعنوانی کا سدباب اور احتساب نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔سرکاری ملازمین کی نفسیات اور بدعنوانی کا ذکر کرتے ہوئے "آچاریہ کوتلیہ چانکیہ" اپنی مشہور کتاب "ارتھ شاستر" میں لکھتے ہیں :

"جس طرح زبان کی نوک پر رکھے ہوئے شہد یا زہر کو بغیر چکھے چھوڑ دینا محال ہے' اسی طرح کسی سرکاری ملازم کیلئے محال ہے کہ سرکاری مال کو کم از کم تھوڑا سا نہ چکھے۔ جس طرح پانی کے اندر کی مچھلی کی بابت نہیں کہا جا سکتا کہ پانی پی رہی ہے یا نہیں پی رہی' اسی طرح سرکاری افسروں کی بابت کہنا مشکل ہے کہ دوران کار میں رشوت لے رہے ہیں یا نہیں لے رہے۔آسمان میں اڑتے ہوئے پرندوں کی حرکت کو تاڑا جا سکتا ہے' سرکاری ملازمین کی نیت کو نہیں تاڑا جا سکتا"(۳۱)

آچاریہ کوتلیہ چانکیہ کے اس تجزیئے سے کسی بھی فلاحی ریاست کیلئے 'بدعنوانی' کے انسداد کیلئے 'احتسابی ادارے' کی ضرورت واہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اسلامی ریاست کی معاشی زندگی میں احتسابی ادارے کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امراء اور عمال کے احتساب سے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی روح زندہ اور قائم رہتی ہے۔اسلامی ریاست کو احتساب سے کوئی خطرہ نہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی (م ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء) کے بقول :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''اس کو اگر کوئی خطرہ ہے تو عوام کے اندر احتساب اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی روح مردہ ہو جانے سے ہے۔ اگر لوگوں کے اندر تنقید کی روح بیدار ہے اور ہر چھوٹے اور بڑے کی غلطیوں پر ٹوکنے اور ان کا محاسبہ کرنے کی جرات رکھتے ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نظام کے اندر زندگی کی روح موجود ہے اور یہ باقی رہے گا۔ ہاں اگر لوگوں کے اندر اس فرض کا احساس کمزور ہو رہا ہو تو ارباب حل و عقد کا فرض ہے کہ فوراً چوکنے ہوں اور اس بیماری کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کیوں کہ یہ بیماری اسلامی ریاست کیلئے خطرہ ہے۔ اور اگر اس نے جڑ پکڑلی تو پھر ریاست کی اسلامی خصوصیات کا باقی رہنا ناممکن ہو جائے گا''(۳۲)

اگر اسلامی ریاست میں احتسابی ادارہ مفقود ہو تو اس کے معاشرے پر کثیر الجہتی مضمرات مرتب ہوتے ہیں۔ خواجہ نظام الملک طوسی کے بقول :

''بدکاری علی الاعلان ہونے لگتی ہے اور وقار شریعت کو ٹھیس لگتی ہے''(۳۳)

جبکہ احتساب کے نتیجے میں معاشرے پر مرتب ہونے والے خوش گوار اثرات کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ ماضی میں :

''احتساب کی وجہ سے خاص و عام سبھی خائف رہتے تھے۔ نتیجتاً جملہ امور منصفانہ طے پاتے تھے اور قواعد اسلام محکم و محترم رہتے تھے''(۳۴)

خواجہ نظام الملک طوسی تو اسلامی ریاست کی معاشی زندگی بالخصوص تجارتی بدعنوانیوں کی اصلاح کیلئے محتسب کا تقرر انتہائی ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کے بقول :

''ہر شہر میں محتسب کا تقرر کیا جائے۔ جس کا فرض ہو کہ ترازوؤں اور نرخوں کو صحیح رکھے، خرید و فروخت کی نگرانی کرے، تاکہ اس میں کوئی خرابی راہ نہ پاسکے۔ نیز تاجر دھوکا اور بددیانتی نہ کریں۔''(۳۵)

عمال حکومت کے احتساب کی ضرورت و اہمیت :

عمال حکومت کے احتساب کی ضرورت و اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ نظام الملک طوسی اپنی کتاب ''سیاست نامہ'' میں یوں رقم طراز ہیں :

''جس وقت سرکاری عہدہ داروں کو مناصب تفویض کیے جائیں تو انہیں یہ بھی حکم ہونا چاہیے کہ وہ اللہ بزرگ و برتر کی مخلوق سے شریفانہ اور بردبارانہ سلوک کرتے رہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اول یہ کہ (محصول کے طور پر) صرف جائز مال لوگوں سے وصول کریں اور دوسرے یہ مال بھی سختی برت کر نہیں بلکہ خوش اسلوبی سے حاصل کریں۔ عہدہ داروں کو چاہیے کہ مال گزاری وصول کرتے وقت اس کا بھی لحاظ رکھیں کہ لوگ (کاشت کار وغیرہ) اسی وقت حکومت کو ٹیکس وغیرہ دینے پر مجبور کئے جائیں جب وہ اپنی فصل کاٹ لیں۔ اس لئے کہ اگر ان لوگوں سے قبل از وقت یعنی پیداوار (زرعی یا صنعتی وغیرہ) کے حصول سے پہلے مطالبات کئے جائیں گے تو انہیں تکلیف ہوگی اور مقررہ محصول یا لگان دینے کی خاطر ممکن ہے یہ لوگ اپنی پونجی یا پیداوار کوڑیوں کے مول بیچ دینے پر مجبور ہو جائیں اور یوں ان کی جڑیں ہی کھوکھلی ہو جائیں اور یہ برباد ہو جائیں۔ رعیت میں اگر کوئی مالی طور پر کمزور ہو جائے اور اسے اپنے کھیتوں کیلئے بیلوں کی اور بیج کی ضرورت پیش آجائے تو حکومت محکمہ مال کے افسروں کا فرض ہے کہ اس قبیل کے اشخاص کو تقاوی اور قرضے دیں۔ (۔۔۔۔) تاکہ ان لوگوں کے حالات از سر نو بہتر ہو جائیں اور ترک وطن پر مجبور نہ ہونے پائیں۔" (۳۶)

ریاست کی فلاح کا راز احتساب سے مشروط ہے۔ اس ضمن میں وہ مزید لکھتے ہیں

"وزراء کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اپنے فرائض ٹھیک طور سے انجام دیتے رہے ہیں یا نہیں۔ بادشاہ اور مملکت کی فلاح کا راز اس میں پوشیدہ ہے کہ مملکت کو چلانے والا وزیر اچھے کردار اور اچھی نظر کا مالک ہو، یعنی وہ دیانت دار بھی ہو اور مدبر بھی۔ اسی صورت میں مملکت بھی آباد اور رعایا بھی آباد اور رعایا اور فوج بھی خوش حالت رہے گی اور بادشاہ کو بھی ذہنی سکون حاصل رہے گا۔ اور اگر وزیر کا کردار بلند نہ ہو گا تو انجام اس کا یہ ہو گا کہ ایک طرف بادشاہ پریشان اور غمگین رہا کرے گا اور دوسری طرف ملک میں بھی بد امنی کا غلبہ رہے گا" (۳۷)

اسلامی ریاست میں بیت المال کے محاصل و مصارف کے بارے میں انتظامیہ مکمل طور پر جواب دہ ہے۔ اس احتساب میں جہاں یہ بات اہم ہے کہ کوئی شخص اپنے اختیارات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بیت المال کی املاک کو ذاتی مصرف میں نہ لائے، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اجتماعی مقاصد کیلئے مصارف بھی پوری سوجھ بوجھ اور مالی بصیرت کے ساتھ کئے جائیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اجتماعی مقاصد کیلئے بھی بیت المال کے اموال میں اسراف کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسے تمام اخراجات قومی اسراف کی زد میں آتے ہیں اور ان کیلئے وہی وعیدیں جو ذاتی صرف کے سلسلے میں دی گئی ہیں۔بیت المال کے اموال میں مکمل مالی بصیرت کے استعمال کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اسلامی ریاست ان کے استعمال میں وہ تمام فنی اور تکنیکی معلومات کو کام میں لائے جن کے ذریعے اموال سے زیادہ سے زیادہ اجتماعی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔..... فنی اور تکنیکی معلومات سے مراد عصر حاضر میں رائج بہت سی حسابیاتی' شماریاتی اور مشینی ایجادات ہیں' جن کے استعمال سے اموال پر مصرف میں ضیاع کو کم سے کم اور انتفاع کو زیادہ سے زیادہ کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ماضی کے بگاڑ کی اصلاح کیلئے ایسے ذرائع آمدن اور ملکیت کی چھان بین کرے جو شریعت کی خلاف ورزی کر کے حاصل کئے گئے ہوں۔ایسا ہو سکتا ہے کہ بگڑے ہوئے حکمران کی ملی بھگت یا نااہلی سے ملک کا ایک طبقہ دوسرے لوگوں کو اپنی معاشی قوت سے نشانہ استحصال بناتا رہے۔چناں چہ تاریخ میں ایسے ادوار کی نشان دہی کرنا مشکل نہیں۔قرون اولی میں خلفائے راشدین کے بعد بنی امیہ کے حکمرانوں نے اقرباپروری' ظلم وغصب اور ناجائز دولت کے بہت سے ذرائع استعمال کر کے بڑی بڑی جاگیریں بنالی تھیں۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے اسلامی ریاست کے اس حق احتساب کو استعمال کیا اور تمام جاگیریں اور جائیدادوں کی ملکیت کے بارے میں تفصیلی چھان بین کی اور جو کوئی اپنی ملکیت کا دوٹوک ثبوت فراہم نہ کر سکا اس کو ضبط کر لیا۔(۳۸)

یوں بدعنوانی اور خیانت کی بنا پر اسلامی ریاست کی معاشی زندگی میں پیدا ہونے والے معاشی عدم توازن کو دور کرنے کیلئے احتسابی ادارے کا کردار ایک مسلمہ حقیقت رہا ہے۔

قاضی ابو یوسفؒ(م ۱۸۲ھ / ۷۹۸ء) نے کتاب الخراج میں اپنے استاد عمر بن ذر کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ :

> "عمر بن عبدالعزیز کی ساری توجہات بس اس پر مرکوز تھیں کہ مغصوبہ املاک واپس لیں اور لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔"(۳۹)

اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ہر مسلمان کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ قرار دیا ہے۔لیکن ظاہر ہے کہ انفرادی طور پر تو ہر مسلمان موقع اور محل کی مناسبت سے اس کام کو کسی نہ کسی طرح کر ہی سکتا ہے لیکن اجتماعی اور ریاستی طور پر کسی باقاعدہ ادارہ کے بغیر اس فریضہ کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔یہی وہ ادارہ ہے جس کو حسبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے(۴۰)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے بہت سے مراحل ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا مرحلہ ملامت نفس ہے۔ (.....) ایک مرحلہ ریاستی اور حکومتی سطح کا ہے۔ معاشرہ میں جہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جن کا نفس لوامہ اور ضمیر بیدار ان کو ملامت کرتا رہتا ہے اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔ تا آنکہ وہ نفس مطمئنہ کے درجہ پر فائز ہو جاتے ہیں۔ (.....) وہاں ایسے سرکش اور آمادہ فساد بھی ہوتے ہیں جو ڈنڈے کے بغیر بد اخلاقی سے باز نہیں آتے۔ جن کو قوت کا استعمال کئے بغیر برائی کرنے اور برائی پھیلانے سے باز نہیں رکھا جا سکتا۔ جن کو اگر کوئی چیز شر و فساد سے روک سکتی ہے تو وہ سزا کا خوف ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے تنقیہ دماغ کے لئے احتساب کا ادارہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ (۴۱)

رسول اللہ ﷺ بحیثیت محتسب اعلیٰ

کسی بھی معاشرہ میں احتساب کا ایک موثر نظام ہی قانون کا احترام پیدا کرتا ہے اور بد عنوانیوں کا راستہ روکتا ہے۔ قانون پر سختی سے عمل درآمد اور قانون کے مکمل احترام کے بغیر کوئی بھی معاشرہ اپنے افراد کے جان و مال کا نہ تحفظ کر سکتا ہے اور نہ ہی بد عنوانیوں کا راستہ روک سکتا ہے۔ جب بھی احتساب کی گرفت ڈھیلی پڑتی ہے، معاشرہ بد نظمی اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسے معاشرے میں بد عنوانیوں کا زور بڑھ جاتا ہے اور شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہیں رہتی۔ اس صورت میں ایک مہذب معاشرے کا تصور بھی ختم ہو جاتا ہے اور جنگل کے قانون کی حکمرانی کا تصور پوری شدت سے ابھرتا ہے۔ اس صورت میں بد عنوانیوں، برائیوں، انتشار اور افراتفری کا راستہ روکنا ممکن نہیں رہتا اور بالآخر ایسا معاشرہ مکمل تباہی سے دوچار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مہذب نظام نے معاشرے میں ایک موثر نظام احتساب پر زور دیا ہے۔ اس کے بغیر کسی ریاست کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔ قوموں کی تباہی کے بنیادی اسباب میں احتساب کا فقدان سرفہرست نظر آئے گا۔

یہی وجہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں رسول اللہ ﷺ نے بحیثیت محتسب اعلیٰ اسلامی ریاست میں عمل احتساب، محاسبہ نفس اور تزکیہ نفس کا بندوبست کیا تھا، جس کی چند مثالیں "مشتے نمونہ از خروارے" حسب ذیل ہیں:

۱۔ مر رسول اللہ ﷺ برجل یبیع طعاما قد خلط جیدا بقبیح، فقال له النبی ﷺ ما حملك علی ما صنعت؟ فقال اردت ان ینفق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

'فقال له النبی ﷺ میزکل واحد منهما علی حدة' لیس فی دیننا غش (۴۲)

''ایک دفعہ حضور ﷺ ایک ایسے تاجر کے پاس سے گزرے جو عمدہ گندم کو گھٹیا گندم کے ساتھ ملا کر فروخت کر رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ یہ گھٹیا گندم بھی فروخت ہو جائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: عمدہ اور گھٹیا اناج میں سے ہر ایک کو الگ الگ کر لو۔ ہمارا دین ملاوٹ کو ناجائز قرار دیتا ہے۔''

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے بازاروں میں تجارتی بد عنوانی کے خاتمے کیلئے زنانہ انسپکٹر بازار مقرر فرمائے۔ ڈاکٹر حمید اللہ اس عمل کی تصریح کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ:

''اس بازار میں عورتیں بھی سامان تجارت لاتی ہوں گی لہٰذا ان کی نگرانی، ان کی مدد اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے کسی عورت ہی کو مامور کیا جا سکتا تھا۔'' (۴۳)

یہ بات قرین قیاس بھی ہے اور اس احتسابی اقدام کی تصریح سے اتفاق کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ عن ابی سعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک قصاب کے پاس سے گزرے جو بکری کی کھال اتار رہا تھا اور اس میں ہوا بھر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ بکری کی کھال اور گوشت کو جدا کرو لیکن پانی نہ لگاؤ۔'' (۴۴)

۴۔ مر رسول اللہ ﷺ برجل یبیع طعاما فساله کیف تبیعه ؟ فاتاه جبریل اوقال: اوحی الیه ان ادخل یدک فی جوفه 'فادخل یده' فاذا هو مبلول' فقال النبی ﷺ لیس منا من غش۔ (۴۵)

''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک اناج فروش کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیسے بیچ رہے ہو؟ آپ ﷺ کے پاس جبرائیلؑ آئے یا راوی نے یہ کہا کہ آپ کو وحی کے ذریعے حکم ہوا کہ اس غلہ کے اندر اپنا ہاتھ داخل کریں۔ اس پر آپ نے اپنا دست مبارک اس ڈھیر کے اندر ڈالا تو وہ اندر سے گیلا تھا۔ اس موقعہ پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔''

۵۔ عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ مر علی سوق المدینة علی طعام اعجبه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حسنه:فوقف رسول اللہ ﷺ فادخل یده فی الطعام فاخرج شیئالیس کالظاهر‘فاقف لصاحب الطعام‘ ثم نادی :ایهاالناس انه لاغش بین المسلمین لیس منامن غشنا۔(۴۶)

”حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے بازار میں ایک ایسے غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے جس کی عمدگی آپ ﷺ کو بھلی لگی۔اس پر آپ ﷺ ٹھہر گئے اور اپنا دست مبارک اناج کے ڈھیر میں داخل فرمایا تو اناج کے اندر اور باہر کی کیفیت (کوالٹی)میں تضاد پایا۔ آپ ﷺ نے مالک اناج کو کھڑا کیا۔پھر آپ ﷺ نے اعلان فرمایا :لوگو! مسلمانوں کو باہمی معاملات میں کھوٹ اور ملاوٹ نہیں کرنی چاہیے‘جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔“

۶۔ کان رسول اللہ ﷺ استعمل سعدبن سعیدبن العاص بعدالفتح علی سوق مکة۔واستعمل عمربن الخطابؓ علی سوق المدینة۔(۴۷)

”حضور اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد حضرت سعد بن سعید بن العاصؓ کو مکہ کے بازار کا نگران مقرر فرمایا اور حضرت عمر بن خطابؓ کو مدینہ کے بازار کا نگران مقرر فرمایا“

۷۔ عن عدی بن عمیرة الکندی قال سعمت رسول اللہ ﷺ یقول:

من استعملناه منکم علی عملنافکتمنامنه مخیطافمافوقه کان غلولا یاتی به یوم القیامةقال فقام الیه رجل اسودمن الانصارکانی انظرالیه فقال یارسول اللہ اقبل عنی عملک قال ومالک قال سمعتک تقول کذاوکذاقال وانا اقوله الان من استعملناه منکم علی عمل فلیجیء بقلیله وکثیره فمااوتی منه اخذومانهی عنه انتهی۔(۴۸)

”حضرت عدی بن عمیرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جس کو ہم اپنے امور کا نگران مقرر کریں اور وہ اس میں سے کوئی سوئی یا اس سے کوئی ادنی چیز ہم سے چھپالے تو یہ خیانت ہو گی جسے وہ روز قیامت پیش کرے گا۔اس پر ایک سیاہ رنگت کا انصاری کھڑا ہوا۔راوی کہتا ہے گویا اب بھی وہ آدمی میری نظر میں ہے۔اس انصاری نے کہا یارسول اللہ ﷺ !اپنا تفویض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کردہ کام مجھ سے واپس لے لیں۔ آپ نے فرمایا: کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: کہ میں نے آپ ﷺ کو ایسے ایسے فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اب بھی میں یہی کہتا ہوں کہ تم میں سے جس کو ہم کسی کام کا نگران مقرر کریں تو اسے چاہیے کہ کم وبیش جو کچھ ہو وہ پیش کر دے۔ جتنا کچھ لینے کا حکم ہو اتنا لے لے اور جس سے روکا جائے اس سے باز رہے۔"

۸۔ ان رسول اللہ ﷺ بعثه على الصدق فقال ياابالوليداتق لاتاتی یوم القيامة ببعيرتحمله رغاء اوبقرةلهاخوار اوشاةلهاثواء اج فقال يارسول اللهان ذلک لکائن قال ای والذی نفسی بيده ان ذلک لکذلک الامن رحم اللهقال فوالذی بعثک بالحق لااعمل على شئی ابدا۔(۴۹)

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبادہؓ کو صدقات وصول کرنے کیلئے عامل بنا کر بھیجتے ہوئے فرمایا: اے ابوالولید! قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ آنا کہ اپنے اوپر بلبلاتے ہوئے اونٹ کو 'یا ڈکارتے ہوئے گائے کو 'یا من مناتی ہوئی بکری کو اٹھائے ہوئے ہو۔ ابوولید نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ایسا ہوگا الا یہ کہ جس پر اللہ تعالی رحم فرمادیں۔ اس پر اس نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں کبھی بھی کسی منصب کا عامل نہیں ہوں گا"

۹۔ قال رسول اللہ ﷺ لا تجوزشهادة خائن 'ولا خائنة۔(۵۰)

"رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ خیانت کار مرد اور عورت کی گواہی جائز نہیں ہے۔"

۱۰۔ قال النبی ﷺ عدل ساعةفی حکومة خيرمن عبادة ستين سنة۔(۵۱)

"نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ حکومت کا لمحہ بھر کا عدل وانصاف ساٹھ سالہ عبادت سے بہتر ہے"

۱۱۔ وقال ﷺ: کلکم راع' وکل راع مسئول عن رعيته۔(۵۲)

"حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر نگران سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۲۔ عن ابی حازمؓ قال اتی النبی ﷺ بنطع من الغنیمة فقیل: یارسول ﷺ هذالک تستظل به من الشمس قال اتحبون ان یستظل نبیکم بظل من النار؟(۵۳)

"حضرت ابو حازمؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس مال غنیمت سے ایک چادر لائی گئی اور عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ کیلئے ہے تاکہ آپ ﷺ اس سے سایہ حاصل کریں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا نبی جہنم کی آگ کا سایہ حاصل کرے؟"

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ بغرض معائنہ بازار تشریف لے گئے۔ ایک جگہ گندم کا ڈھیر نظر آیا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک اس میں ڈالا تو کچھ نمی سی محسوس ہوئی۔ دکاندار سے جواب طلبی کی تو اس نے عذر پیش کیا کہ غلہ بارش سے بھیگ گیا تھا۔ تب آپ ﷺ نے تنبیہ کے طور پر استفسار فرمایا کہ اسے اوپر کیوں نہیں کر لیا؟ اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص اس طرح کی ہیرا پھیری یا دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔(۵۴)

۱۴۔ ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔(۵۵)

۱۵۔ ایک اور موقع پر حضور ﷺ بازار تشریف لے گئے تو کسی شخص کو ایک چیز تولتے ہوئے دیکھا اور ارشاد فرمایا: اتزن وارجع "اچھی طرح تولو اور جھکتا ہوا تولو۔"(۵۶)

۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ بعض اوقات صحابہ کرامؓ کو بھی بغرض احتساب بازار کی طرف بھیجا کرتے تھے۔(۵۷)

۱۷۔ ایک مرتبہ ابن اللتبیہؓ صدقہ وصول کر کے لائے اور کہا کہ مال کا یہ حصہ مسلمانوں کا ہے اور اس میں سے اتنا مجھے ملا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تمہیں یہ ہدیہ کیوں نہ مل سکا؟ اس کے بعد ایک عام خطبہ دیا، جس میں اس کی سخت ممانعت فرمائی۔(۵۸)

۱۸۔ ۲ ہجری رمضان کے مہینے سے دشمنوں کے ساتھ جنگوں کا آغاز ہوتا ہے۔ بقول ڈاکٹر حمید اللہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کیلئے دو طریقے سے آمدنی ہونے لگی۔ ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو مجاہد کی حیثیت سے کہ آپ جنگ میں شریک تھے اور جنگ میں شریک ہونے والوں کی طرح برابر حصہ ملتا جس کی مقدار گھٹتی بڑھتی رہتی (.......) دوسرا وسیلہ اس مال غنیمت میں سرکاری مال تھا جسے رسول اکرم ﷺ کی صوابدید پر چھوڑا گیا تھا کہ جس طرح چاہیں آپ ﷺ تقسیم فرمائیں۔ لیکن وہ آپ ﷺ کے خاندان کیلئے استعمال نہیں ہوتا تھا' بلکہ عوام الناس کی ضروریات کیلئے اور ملک کی عام بہبود' دفاعی اتیاز' ہتھیاروں کی خریداری کیلئے خرچ ہوتا تھا۔ بہر حال اگر رسول اللہ ﷺ چاہتے اور کسی وقت آپ ﷺ کے مکان میں کوئی چیز نہ ہوتی تو اس کا سرکاری مال یعنی خزانے کی چیزوں سے مہیا کر دی جاتی ۔ لیکن یہ صرف مال غنیمت کے متعلق ہے۔ جہاں تک زکوٰۃ کا تعلق ہے اس کے بارے میں شریعت کا یہ حکم تھا کہ زکوٰۃ کا مال رسول اللہ ﷺ کی ذات اور رسول اللہ ﷺ کے اہل وعیال اور قبیلہ بنی ہاشم اور قبیلہ بنی عبدالمطلب کیلئے حرام ہے۔'

وہ مزید لکھتے ہیں : "اگر سرکاری آمدنی حکمران کی آمدنی سمجھ لی جائے تو حکمران کے قریبی لوگ' ماتحت لوگ' ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور اگر معلوم ہو کہ حکمران کیلئے یہ حرام ہے تو ماتحت افسروں کو ذرا احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے کہ حکمران ان کا محاسبہ کرے گا (. . . .) یہی وجہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں زکوٰۃ کا کوئی حصہ بھی رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کیلئے صرف نہیں کیا جا سکتا تھا۔ (۵۹)

۱۹۔ قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ طیب لایقبل الا طیبا (....) ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یارب یارب ' ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک۔ (٦٠)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے (.....) پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے مقدس مقام پر آتا ہے' غبار سے اٹا ہوا ہے' گرد آلود ہے اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے میرے رب (اور دعائیں مانگتا ہے) حالاں کہ اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اس کا لباس حرام ہے اور حرام پر ہی وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پلا ہے۔ بھلا اس کی دعائیں کیوں کر قبول ہوں"

۲۰۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حرام پر پلا ہوا جسم اس لائق ہے کہ وہ آگ میں ڈالا جائے۔

۲۱۔ قال رسول اللہ ﷺ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء۔(۶۱)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والا امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں' صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"

۲۲۔ قال رسول اللہ ﷺ ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجارا' الا من اتقی وبر وصدق۔(۶۲)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے سوائے ان تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقوی اختیار کیا' نیکی اختیار کی اور سچائی کے ساتھ معاملہ کیا۔"

۲۳۔ قال رسول اللہ ﷺ یقول الحلف منفعۃ للسلعۃ ممحقۃ للبرکۃ۔(۶۳)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مال کو بیچنے میں کثرت سے قسمیں کھانے سے بچو۔ یہ چیز تو تجارت کو فروغ دیتی ہے لیکن آخر کار برکت کو ختم کر دیتی ہے۔"

۲۴۔ قال رسول اللہ ﷺ من احتکر فھو خاطیء"۔(۶۴)

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ذخیرہ اندوزی کی تو وہ گنہگار ہے۔"

۲۵۔ عن ابی ھریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لعنۃ اللہ علی الراشی 'والمرتشی فی الحکم۔(۶۵)

"حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی لعنت ہو حاکم کو رشوت دینے والے پر' اور اس حاکم پر بھی جو رشوت لے"۔

المختصر عمل تطفیف (ناپ تول میں کمی)' عمل غش (ملاوٹ)' عمل تدلیس (دھوکہ)' جعل سازی اور عمل تخیس (گھٹیا کو الٹی)' قرضوں کی عدم ادائیگی' گداگری' تسعیر (نرخوں کا تعین ونگرانی)' شراب نوشی' شراب فروشی' رشوت' ذخیرہ اندوزی' خبائث' ناجائز قبضہ اور ناجائز تجاوزات' جوئے بازی اور عصمت فروشی' سرکاری اہل کاروں کی بدعنوانی' اکتساب رزق کے ممنوع طریقوں' پیشوں اور اداروں کی تطہیر' سیرت طیبہ کی روشنی میں بے لاگ احتساب کے نتیجے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے طور پر معاشرہ معاشی بد عنوانی سمیت دیگر معاشرتی ‘اخلاقی اور سیاسی برائیوں اور بدعنوانیوں سے نجات پائے گا۔ سوسائٹی کے اندر علم وشعور کی آگہی‘ قانون کی حکمرانی‘ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ترویج ‘اختیارات کا جائز استعمال ‘اداروں کی تطہیر اور پائیدار تشکیل‘ معاشی عدل وانصاف‘ معاشی آزادی‘ مہنگائی کا خاتمہ اور قیمتوں میں استحکام‘ دولت کی وسیع گردش‘ غربت ومفلسی کا خاتمہ ‘طبقاتی منافرت کا خاتمہ‘ روزی کے حرام ذرائع کا سدباب ممکن ہو سکے گا۔ نیز معاشرہ محبت ‘اخوت اور معاشی آسودگی سے ہم کنار ہو گا۔ افراد معاشرہ میں نفرت ‘تعصب اور بداعتمادی کی فضا کا خاتمہ ہو گا۔ لسانی ‘نسلی ‘مسلکی اور علاقائی اختلافات اسلام کے ابدی‘ سرمدی اور عالم گیر ضابطہ حیات کے سامنے بے وقعت قرار پائیں گے۔ عوام الناس کے سامنے اسلام کا آفاقی کائناتی ‘فطرتی اور ہمہ گیر نظریہ حیات ہو گا جو کہ نظریہ پاکستان کی روح ہے۔ اس طرح ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو اس کرۂ ارض پر معرض وجود میں آنے والی مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اغراض ومقاصد کی تکمیل ہو سکے گی۔ مسلمانان برصغیر کا ایک مثالی ‘فلاحی اور معاشی طور پر مضبوط اسلامی ریاست کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔ وہ وقت بعید نہیں ‘جس طرح پاکستان ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو جوہری دھماکہ کر کے دفاعی طور پر ناقابل تسخیر ہو گیا ہے ‘اسی طرح ریاست کے معاشی پہلو میں بدعنوانی کی بھرپور اصلاح اور سیرت طیبہ کی روشنی میں بے لاگ احتساب کی بدولت پاکستان معاشی طور پر ایشین ٹائیگر بن جائے گا‘ ان شاء اللہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور، لسان العرب" ج ا ص ۳۱۱
۲۔ القرآن الکریم، ۵۵: ۵
۳۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ا ص ۱۳۹ اصفہانی، راغب، مفردات الفاظ القرآن، دار الفکر، بیروت، لبنان، ص ۱۱۶
۴۔ ایضاً
۵۔ الجصاص، "احکام القرآن" ج ۳، ص ۳۱۱
۶۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ا ص ۳۱۱
۷۔ القرآن الکریم، ۱۴: ۴۱
۸۔ ترمذی، جامع ترمذی، ابواب صفۃ القیمۃ، مکتبہ رحیمیہ، دیوبند، ۱۹۵۲ء، ج ۲، ص ۶۹
۹۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصوم، ج ا، ص ۲۵۵
۱۰۔ الماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۴۰ ابویعلی، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۸۴
۱۱۔ غزالی، احیاء علوم الدین، مطبعۃ العامرۃ الشریفۃ، مصر ۱۳۲۶ھ، ص ۳۲۳
۱۲۔ الشیزری، عبدالرحمٰن بن نصر، نھایۃ الرتبۃ فی طلب الحسبۃ" دار الثقافۃ، بیروت، (ت۔ن)، ص ۶
۱۳۔ ابن الاخوۃ، محمد بن محمد "معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ، دار الفنون، کیمرج، ۱۹۳۷ء، ص ۷
۱۴۔ ابن خلدون، مقدمہ "باب سوم، فصل اکتیس، ص ۲۲۲
۱۵۔ خلیفہ، حاجی، کشف النظنون عن اسامی الکتب والفنون، مکتبہ المثنی، بیروت، (ت ن)، ج ا ص ۱۵
۱۶۔ یہ مصنف شام کی کلیۃ الشریعۃ کے سابق سربراہ، شام کے سابق وزیر تعلیم اور مکہ مکرمہ کی "ام القریٰ یونیورسٹی" کے پروفیسر تھے۔
۱۷۔ المبارک، محمد "الدولۃ و نظام الحسبہ عند ابن تیمیہ"
بحوالہ محمود احمد غازی "ادب القاضی" ادارہ تحقیقات اسلامی، جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد، ۱۹۷۳ء ص ۵۹۔ ۶۰۔ ۷۶
۱۸۔ آزاد، ابوالکلام، مولانا "احتساب اور اسلام"
البلاغ، رین لین، کلکتہ، انڈیا، فروری ۱۹۱۶ء ج ا، شمارہ: ۹، ص: ۱۶
۱۹۔ آزاد، ابوالکلام، مولانا "احتساب اور اسلام"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

البلاغ'۵۴۔رین لین'کلکتہ'انڈیا'فروری ۱۹۱۶ءج ا'شمارہ نمبر ۶'۷'۸'ص ۱۱۱

۲۰۔ ابن قیم"الطرق الحکمۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ"فاروقی کتب خانہ ملتان'۱۹۹۳ء'ص ۴۷۲

۲۱۔ ایضاً'ص ۴۸۱

۲۲۔ ابن قیم" الطرق الحکمۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ"ترجمہ'پروفیسر طیب شاہین لودھی'
فاروقی کتب خانہ ملتان'طبع اول'۱۹۹۳ء'ص ۴۸۰۔۴۸۱

۲۳۔ ابن قیم" الطرق الحکمۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ"ترجمہ'پروفیسر طیب شاہین لودھی'
فاروقی کتب خانہ ملتان'طبع اول'۱۹۹۳ء'ص ۴۸۰۔

۲۴۔ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ/ ۱۳۲۷ء)"الحسبۃ فی الاسلام"فصل دوم'مطبعہ موید'مصر ۱۳۱۸ھ'ص ۱۱

۲۵۔ ابن قیم"الطرق الحکمۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ"مطبعہ
السنہ المحمدیہ'قاہرہ'۱۹۵۳ء'ص ۲۳۶

۲۶۔ خاشقجی صدقہ حسن'النمر محمد عبدالجابل:"المدینۃ المنورۃ واول بلدیۃ فی بلاد الاسلام"
مدینہ منورہ'وزارۃ الشئون البلدیہ'(ت ن)'ص ۱۴

۲۷۔ تفصیل کیلئے دیکھئے مقالہ ہذا'ص :۲

۲۸۔ الماوردی'(م ۴۵۰ھ/ ۱۰۵۸ء)"الاحکام السلطانیہ"المطبعہ المحمودیہ التجاریہ'مصر'
(ت ن)'ص ۲۴۱ ابو یعلی'(م ۴۵۸ھ/ ۱۰۶۵ء)"الاحکام السلطانیہ"دار نشر الکتب
الاسلامیہ'۲ شارع شیش محل'لاہور'(ت ن)'ص ۲۶۸۔۲۶۹

۲۹۔ عبدالحفیظ'پروفیسر'وفاقی محتسب'تعارف اور افادیت کا تنقیدی جائزہ"زیر عنوان
تعارف'مطبع شوزب پرنٹرز'دربار مارکیٹ'لاہور ۱۹۹۰ء

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ چانکیہ'اچاریہ کوتلیہ""ارتھ شاستر" اردو ترجمہ'شان الحق حقی'ٹیکساس پرنٹرز'یونیورسٹی
روڈ'کراچی'۱۹۹۱ء'ص ۲۴۶

۳۲۔ اصلاحی'امین احسن'مولانا'(م ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء)"اسلامی ریاست"مکتبہ جماعت اسلامی'
اچھرہ'لاہور'پاکستان'۱۹۵۰ء'ص ۲۹۔۳۰

۳۳۔ طوسی'نظام الملک'خواجہ'(۴۸۵ھ/ ۱۰۹۲ء)"سیاست نامہ"اردو ترجمہ"محمد منور'
مجلس ترقی ادب'۲۔نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ'لاہور'۱۹۶۱ء'ص ۵۰

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ طوسی'نظام الملک'خواجہ'(۴۸۵/ ۱۰۹۲ء)"سیاست نامہ"اردو ترجمہ"محمد منور'

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجلس ترقی ادب‘ ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ‘ لاہور‘ ۱۹۶۱ء‘ ص ۴۹

۳۶۔ طوسی‘ نظام الملک‘ خواجہ‘ (۴۸۵ھ / ۱۰۹۲ء) ”سیاست نامہ“ اردو ترجمہ ”شاہ حسن عطاء‘ ‘طبع سوم‘ نفیس اکیڈمی‘ کراچی‘ ۱۹۷۶ء‘ ص ۲۹

۳۷۔ طوسی‘ نظام الملک‘ خواجہ‘ (۴۸۵ھ / ۱۰۹۲ء) ”سیاست نامہ“ اردو ترجمہ ”شاہ حسن عطاء‘ ‘طبع سوم‘ نفیس اکیڈمی‘ کراچی‘ ۱۹۷۶ء‘ ص ۳۰

۳۸۔ ابو یوسف‘ قاضی ”کتاب الخراج‘ اردو ترجمہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی‘ ص ۱۳۹

۳۹۔ ابو یوسف‘ قاضی ”کتاب الخراج‘ اردو ترجمہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی‘ ص ۱۳۸

۴۰۔ غازی‘ محمود احمد‘ ڈاکٹر ”ادب القاضی“ طبع اول‘ ادارہ تحقیقات اسلامیہ‘ جامعہ اسلامیہ اسلام آباد‘ ۱۹۸۳ء‘ ص ۷۵۳۔۷۵۲

۴۱۔ ایضاً

۴۲۔ الھندی‘ علاؤالدین‘ علی المتقی بن حسام الدین ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ الطبعۃ الخامسۃ‘ موسسۃ الرسالۃ‘ بیروت‘ لبنان‘ ۱۴۰۵ھ‘ ۱۹۸۵ء‘ ج ۴‘ ص ۱۵۹

۴۳۔ محمد حمید اللہ‘ ڈاکٹر ”خطبات بہاولپور“ اشاعت پنجم‘ ادارہ تحقیقات اسلامی‘ اسلام آباد‘ ۱۹۹۷ء‘ ص ۲۹۸

۴۴۔ الھندی‘ علاؤالدین‘ علی المتقی بن حسام الدین ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ الطبعۃ الخامسۃ‘ موسسۃ الرسالۃ‘ بیروت‘ لبنان‘ ۱۴۰۵ھ‘ ۱۹۸۵ء‘ ج ۴‘ ص ۱۵۹

۴۵۔ ایضاً‘ ص ۱۵۸۔۱۵۹

۴۶۔ ایضاً‘ ص ۱۵۸

۴۷۔ الحلبی‘ علی بن برھان الدین ”السیرۃ الحلبیۃ فی سیرۃ الامین المامون انسان العیون“ دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر‘ بیروت‘ لبنان‘ ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء‘ ج ۳ ص ۴۲۴

۴۸۔ البیھقی‘ حافظ جلیل ابی بکر احمد بن الحسین بن علی‘ (م ۴۵۸ھ) ”السنن الکبری‘ دار الفکر‘ بیروت‘ لبنان‘ (ت ن) ج ۴‘ ص ۱۵۸

۴۹۔ ایضاً

۵۰۔ دار قطنی‘ علی بن عمر‘ (م ۳۸۵ھ) ”سنن دار قطنی“ الطبعۃ الرابعۃ‘ عالم الکتب‘ بیروت لبنان‘ ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء‘ ج ۴‘ ص ۲۴۴‘ ترمذی‘ دار قطنی اور بیھقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۱۔ الاندلسی' احمد بن محمد عبد ربہ ''العقد الفرید'' الطبعۃ الاولی' دار احیاء التراث العربی' بیروت' لبنان' ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء) ج ا' ص ۲۴

۵۲۔ ایضاً

۵۳۔ المنذری' حافظ زکی الدین عبد العظیم' (م ۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء) ''الترغیب والترھیب'' اردو ترجمہ مولوی محمد عبداللہ' اشرف اکیڈمی' جامعہ اشرفیہ' لاہور' ج ۳' ص ۲۴۲

۵۴۔ مسلم' ابو الحسین بن حجاج القشیری' (م ۲۶۱ھ / ۸۷۴ء) ''الجامع الصحیح'' کتاب الایمان

۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ سنن نسائی بشرح السیوطی' البیوع الرجحان فی الوزن' ج ۷' ص ۲۸۴' بیروت لبنان

۵۷۔ الکتانی' عبد الحی بن عبد الکبیر ''التراتیب الاداریہ'' ج ا' ص ۲۵۸

۵۸۔ البخاری' ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل' (۲۵۶ھ / ۸۷۰ء) ''الجامع الصحیح'' کتاب الاحکام

۵۹۔ محمد حمید اللہ' ڈاکٹر' ''خطبات بہاولپور' اشاعت پنجم' ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد ۱۹۹۷ء' ص ۳۶۶۔۳۶۷

۶۰۔ مسلم' ابو الحسین بن حجاج القشیری' (م ۲۶۱ھ / ۸۷۴ء) ''الجامع الصحیح'' کتاب الزکوٰۃ' باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتھا' حدیث نمبر ۶۵' دار احیاء التراث العربی' بیروت' لبنان

۶۱۔ ترمذی'' جامع ترمذی' ابواب البیوع عن رسول اللہ ﷺ' حدیث نمبر ۴' باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی ﷺ' ج ا' ص ۱۴۵' وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان' اسلام آباد' ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

۶۲۔ ایضاً

۶۳۔ ابو داؤد' کتاب البیوع' باب فی کراھیۃ الیمین فی البیع' ج ۲' ص ۱۱۷۔۱۱۸ وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان' اسلام آباد' ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

۶۴۔ مسلم' ابو الحسین بن حجاج القشیری' (م ۲۶۱ھ / ۸۷۴ء) ''الجامع الصحیح'' کتاب المساقاۃ' حدیث نمبر ۱۲۹' باب تحریم الاحتکار فی الاقوات' طبع دار احیاء التراث العربی' بیروت' ج ۳' طبع اولی ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۵ء

۶۵۔ ابو داؤد' کتاب القضاء' باب فی کراھیۃ الرشوۃ' ج ۲' ص ۱۴۸' طبع وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان' اسلام آباد' ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

© rasailojaraid.com